مسلم سکولوں سرکاری امداد اور تعاون حاصل کر سکتے ہیں۔ تقریباً پندرہ لاکھ مسلمان برطانوی معاشرے میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

ملک کی ثقافتی، سیاسی اور معاشی زندگی میں اُن کا کردار بتدریج بڑھتا جارہا ہے۔ اُن کی تجارتی مہارتوں سے برطانوی معیشت کے مضبوط ہونے میں مدد مل رہی ہے۔ اُن کی روایت علم کا اظہار اس کردار سے ہوتا ہے جو وہ برطانیہ کے مختلف پیشوں میں دکھا رہے ہیں۔ اُن کے کھانوں نے برطانیہ کی زندگی پر بہت گہرا اور لاثانی اثر چھوڑا ہے۔ برطانیہ جدید دُنیا میں کثیر ثقافتی اور کثیر نسلی معاشرہ ہونے کی حیثیت سے بتدریج زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے گا۔

اسماعیلی برادری: ایک بے مثال پُل

یہی سبب ہے کہ آج مجھے یہاں آکر اس قدر خوشی ہے۔ اسماعیلی برادری اسلام کے لیے ایک بے مثال پُل کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ لوگ دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ جن ملکوں میں رہتے ہیں، اُن سب کے تہہ دل سے وفادار ہیں، اور اس کے ساتھ آپ جہاں بھی ہیں، اپنی روایت کی مرکزی اقدار — اتحاد، خود انحصاری اور خدمت کو سختی سے قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اسماعیلی سنٹر کی اس عمارت کی طرح آپ ہر جگہ ہم آہنگ ہو جاتے ہیں اور استفادہ کرتے ہیں، تاہم اپنی شناخت کو کبھی کمزور نہیں ہونے دیتے۔

ہماری ایک اُمید ہے کہ مغرب اور اسلام اکٹھے رہ سکتے ہیں، ایک دوسرے کو سمجھ سکتے ہیں، ایک دوسرے سے سیکھ سکتے ہیں اور اک دوسرے پر بھروسہ کر سکتے ہیں، اپنی شناخت ضائع کیے بغیر ایک دوسرے سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اسماعیلی برادری اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔

آئندہ صدی میں ہمیں سماجی نوعیت کے بڑے چیلنجوں کا سامنا کرنا ہوگا — امریکی سفیر (ولیم-بی-مائیلم)

پاکستان کی مختلف جامعات میں ''ایریا سٹڈی سنٹرز'' قائم ہیں۔ قائد اعظم یونیورسٹی- اسلام آباد کے ''ایریا سٹڈی سنٹر'' میں امریکہ اور افریقہ کے ممالک کی تاریخ و ثقافت، سیاست

ومعیشت اور دوسرے پہلوؤں پر تحقیق کی جاتی ہے۔ ۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو سنٹر نے ''امریکن سٹڈیز کانفرنس'' کا اہتمام کیا جس کے افتتاحی اجلاس سے پاکستان میں امریکی سفیر جناب ولیم-بی-مائیلم نے خطاب کیا۔ اُن کے خطاب کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں-مدیر ا

''ہماری قوم کو مذہبی رواداری کے معاملے میں اپنی قائم کردہ روایت پر بہت فخر ہے اور یقیناً آپ اس روایت سے واقف ہیں۔ امریکہ میں بڑے حصے پر ایسے تارکین وطن آباد ہوئے جو اپنے اپنے وطن میں مذہبی بنیاد پر ظلم وستم کا شکار ہونے کی وجہ سے امریکہ پہنچے تھے۔ ابتدائی دور کے ان مدبرین نے نئی آزادیوں کا بھرپور احساس کرتے ہوئے مذہبی رواداری کو ہمارے آئین کا حصہ بنایا اور ہماری قوم کے بنیادی اصول کے طور پر چرچ کو مملکت سے الگ قرار دے دیا۔

ہمارے آئین میں مذہبی آزادی دی گئی ہے اور اس سے صرف مسیحی نہیں، بلکہ یہودی، مسلمان اور دیگر عقائد کے لوگ بھی فیض یاب ہوئے ہیں۔ شاید یہ حقیقت آپ کے لیے حیرت کا باعث ہو کہ اسلام، اس وقت امریکہ میں سب سے زیادہ تیزی سے پھیلنے والا دین ہے۔

اب امریکہ میں مساجد اور اسلامی مراکز کی تعداد ۱۲۰۰ سے زیادہ ہے اور ان کی تعداد تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ یہاں کبھی کبھار امریکہ کی پالیسی کے اسلام مخالف جھکاؤ کے بارے میں جو افواہیں پھیلائی جاتی ہیں، انہیں سن کر ساٹھ لاکھ امریکی مسلمان حیرت کا اظہار کریں گے اور وہ سب سے پہلے آپ کو یہ بتائیں گے کہ امریکی، اسلام کی عزت واحترام کرتے ہیں۔ میں صدر کلنٹن کے ان خیالات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں جس کا اظہار انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے ان الفاظ میں کیا تھا کہ ''امریکیوں اور مسلمانوں کی توقعات اور امنگیں ایک جیسی ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ اور ان کی آل اولاد امن وسلامتی میں رہیں، اپنی پسند کے مذہب کی پیروی کریں، اپنے آباء واجداد کے مقابلے میں بہتر زندگی گزاریں اور اپنے بچوں کو روشن مستقبل دیں۔''

دیندار امریکی مسلمانوں نے امریکی معاشرے میں ہر سطح پر عظیم خدمات انجام دی ہیں۔ اپنے بہت سے ہم وطنوں کی طرح میں بھی اپنے بعض مقبول کھلاڑیوں مثلاً عظیم باکسر محمد علی اور باسکٹ بال کے تابندہ ستارے کریم عبدالجبار کے مشرف بہ اسلام ہونے اور اسلام کے

بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا تھا۔ ہمارے ملک کے بعض اعلیٰ ترین پالیسی ساز اداروں میں مسلمان، اہم عہدوں پر فائز ہیں۔ مثلاً شیریں طاہر خیلی جو وزارت خارجہ کی پالیسی پلاننگ اسٹاف اور قومی سلامتی میں خدمات انجام دی چکی ہیں اور زلمے خلیل زاد جنہیں صدر کلنٹن نے حال ہی میں U.S. Institute of Peace کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا رکن مقرر کیا ہے، انہیں سرد جنگ کے بعد کے دور میں دفاعی نظام کے شعبے میں ان کے کام پر محکمہ دفاع کے Medal for Outstanding Public Service سے نوازا گیا ہے۔''

''مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ کی کانفرنس نے ''امریکہ میں مسلمان'' کے عنوان سے ایک پینل شامل کیا ہے اور مجھے امید ہے کہ اس سے آپ کو اس بارے میں وسیع معلومات حاصل ہوں گی کہ اسلام نے امریکی ثقافت پر کتنے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اپنے سفارت خانے کے ایک شعبے امریکن سینٹر کے ذریعے ہم امریکہ میں اسلام کا کردار اُجاگر کرنے کے لیے اپنی سی تمام ممکن کوششیں کر رہے ہیں۔ ہم ۱۹۹۹ء کے اوائل میں ایک نمائش پاکستان لانے کی منصوبہ بندی کر رہے ہیں جس میں امریکہ کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی مختلف مساجد کی خوبصورتی سے عکاسی کی گئی ہے۔ یہ منصوبہ میساچوسٹس انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں اسلامی فن تعمیر سے متعلق آغا خان پروگرام کے تعاون سے ترتیب دیا گیا ہے اور یہ پاکستانی اور امریکی تنظیموں کے اشتراکِ عمل کے ثمرات کی بہترین مثال ہے۔''

''یقیناً آپ امریکہ میں اسلام کے بارے میں محض ماضی کے حوالے سے بات نہیں کر سکتے، اصل اہمیت امریکہ میں اسلام کے مستقبل کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ مستقبل، ترقی اور خوشحالی پر مبنی ہے۔---

آنے والے ہزار سال کا آغاز ہونے میں اب محض ایک سال اور چند ماہ باقی ہیں۔ اگرچہ یہ محض ایک تاریخ ہے، تاہم ہمیں یہ سوچنے کا موقع فراہم کرتی ہے کہ ہم نے گزرنے والی صدی میں کیا کچھ کیا اور آئندہ کیا کرنا ہے۔ مورخین اس بارے میں اختلاف رائے کریں گے کہ بیسویں صدی کے دوسرے نصف کی اہم ترین کامیابی کیا ہے۔ بعض لوگ سرد جنگ کے خاتمے اور وسیع علاقوں کی کمیونزم کی چنگل سے آزادی کو اہم ترین کامیابی قرار دیں گے اور کچھ لوگ یورپ کی اقتصادی اور بالآخر سیاسی یکجہتی کا ذکر کریں گے جس کی وجہ سے یورپی اقوام کے درمیان جنگ کا امکان عملاً ختم ہو گیا ہے جنہوں نے ایک دوسرے سے جنگیں لڑی ہیں اور

سینکڑوں برس بر سر پیکار رہی ہیں، جبکہ کچھ لوگ نو آبادیاتی نظام کے خاتمے اور بڑی تعداد میں ملکوں کی آزادی اور نئے ممالک کے وجود میں آنے کو اہم ترین کامیابی گردانتے ہیں اور کچھ لوگوں کے نزدیک ٹیکنالوجی کی تیز رفتار پیش رفت کے سبب عالمی معیشت کی عالمگیر حیثیت اختیار کرنا اہم ترین کامیابی ہے جس کے تمام ملکوں پر گہرے سیاسی اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں یہ سب لوگ درست ہوں گے۔ ہمارے مستقبل کے ولولہ انگیز اور پریشان کن امکانات میں ان تمام تبدیلیوں کا حصہ ہے۔ یہ تبدیلیاں ہمیں اپنے مستقبل کے بارے میں امید بندھاتی ہیں، لیکن ساتھ ہی خوف اور شدید گھبراہٹ میں بھی مبتلا کرتی ہیں، کیونکہ اس کا خاکہ واضح نہیں ہے۔ اگر ہم اس مستقبل پر کنٹرول چاہتے ہیں تو اپنے اداروں اور خاص طور پر اپنے معاشروں کی قوت اور صلاحیت پر اعتماد ہونا چاہیے۔ (کیونکہ ادارے بہر حال تبدیل ہو سکتے ہیں۔)

میں سمجھتا ہوں کہ آنے والے برسوں میں ہمیں جن عظیم چیلنجوں کا سامنا کرنا پڑے گا وہ سماجی نوعیت کے ہوں گے۔ اگر ہم نے احتیاط سے کام نہ لیا تو ہمیں تقسیم کرنے کے لیے ٹیکنالوجی کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے، جس کی بدولت دنیا کی نئی نئی اختراعات اور ایجادات ہمارے گھروں تک پہنچ رہی ہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ ہم مشترکہ قدروں، مشترکہ مفادات اور مشترکہ کوششوں کے متلاشی رہیں اور سہل اندازی پر مبنی گھسی پٹی باتوں اور دوسروں پر لیبل اور چھاپ لگانے سے گریز کریں۔ اسی وجہ سے میں یہ کہتا ہوں کہ امریکہ کے بنیادی سیاسی، سماجی اداروں کا جائزہ لینا بہت مفید ثابت ہوگا۔ میں آغاز کے طور پر تین نکات تجویز کرنا چاہتا ہوں جو میرے نزدیک بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔

امریکہ اور اس کے عوام میں قانون کی مثالی حکمرانی کا دور دورہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا امریکہ میں جرائم ہیں؟ جی ہاں۔ کیا ہمارے ہاں بُرے لوگ ہیں؟ جی ہاں۔ کیا ہمارے ہاں بدعنوان سرکاری اہلکار ہیں؟ جی ہاں۔ لیکن قوانین کی حکمرانی کی وجہ سے اس نوعیت کے انسانی رویوں کو برداشت کرنے کی گنجائش بہت کم ہے اور قانون کی حکمرانی، منصفانہ سماعت اور امیر اور غریب کے لیے یکساں سزا کی ضمانت دیتی ہے۔

ایک اور اہم نکتہ برابری اور مساوات ہے۔ اس تصور میں ارتقاء کا عمل جاری ہے۔ مساوات کا تصور مسلسل پروان چڑھ رہا ہے، کیونکہ ابراہم لنکن کی یہ تنبیہ اور نصیحت مسلسل

ہمارے مدنظر ہے کہ امریکہ اس قول کا پابند ہے اور اسے ہمیشہ رہنا چاہیے کہ تمام انسان برابر پیدا کیے گئے ہیں۔ امریکہ، عدم مساوات پر مبنی حالات کو بہتر بنانے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ اس صدی کے تیسرے پچیس برسوں میں نسلی مساوات کے سلسلے میں بہت پیش رفت ہوئی اور آخری پچیس برسوں میں خواتین کی برابری کے معاملے میں بہت پیش رفت ہو چکی ہے، تاہم دونوں شعبوں میں مزید کام کی ضرورت ہے۔''

ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں مسلمان بھرپور زندگی گزار رہے ہیں۔

[''امریکن۔ مسلم فاؤنڈیشن'' کے صدر عبدالرحمٰن الماؤدی نے اپنے دورۂ اسلام آباد میں جن خیالات کا اظہار کیا، امریکی شعبہ اطلاعات کے پندرہ روزہ جریدے ''خبر و نظر'' (اسلام آباد) نے ان کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ جریدہ مذکورہ کے شکریے کے ساتھ یہ لوازمہ نقل کیا جاتا ہے۔ مدیر]

امریکن مسلم فاؤنڈیشن کے صدر عبدالرحمٰن الماؤدی نے گزشتہ دنوں اسلام آباد کا دورہ کیا۔ اپنے قیام کے دوران میں انہوں نے ''امریکہ میں اسلام'' کے موضوع پر اسلامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور انسٹیٹیوٹ آف سٹریٹیجک اسٹڈیز کے زیر اہتمام ایک سیمینار سے بھی خطاب کیا اور اسلام آباد میں متعدد صحافیوں کو انٹرویو دیے۔

ان انٹرویوز میں مختلف سوالوں کے جواب دیتے ہوئے عبدالرحمٰن الماؤدی نے امریکہ میں مسلمانوں کو حاصل شہری و مذہبی آزادیوں اور برابر کے جمہوری حقوق پر کھل کر اظہار خیال کیا۔ ''خبر و نظر'' کے نمائندے سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ امریکہ میں اسلام اور مسلمان پوری طرح پھل پھول رہے ہیں۔ مختلف علاقوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان اسلام کے آفاقی پیغام کی وجہ سے ایک کمیونٹی سمجھے جاتے ہیں۔ یوں تو مختلف اسلامی گروپ مسلمانوں کی فلاح کے لیے کام کر رہے ہیں، لیکن امریکن مسلم فاؤنڈیشن کو ان میں ایک اہم ادارہ کی حیثیت حاصل ہے۔